روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱-۷۶ | سوموار ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ، ۲۸ اخاء ۱۳۷۰ ہش، ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۴۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتنوں کے سر اٹھانے کی وجہ

"تقویٰ کی کمی کے نتیجے میں یا خود اپنی حالت سے غفلت کے نتیجہ میں...... انسان بسا اوقات ایسی غلطی کرتا ہے اور اُس غلطی پر اصرار کرتا چلا جاتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں خود بھی ٹھوکر کھاتا ہے اور اگر وہ معاملہ جماعت کے نظام سے تعلق رکھتا ہو تو کثرت سے دوسروں کے لئے بھی ٹھوکر کا موجب بن جاتا ہے اور اسی طرح دُنیا میں آئے دن فتنے پلتے اور سر اٹھاتے ہیں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"وضع عالم میں خدا تعالیٰ نے توحید کا ثبوت رکھ دیا ہے۔ وضع عالم میں کرویّت ہے۔ پانی، ستارے، آگ وغیرہ یہ چیزیں سب گول ہیں۔ چونکہ کرّہ میں وحدت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے کہ اس میں جہات نہیں ہوتی ہیں۔ پس یہ وضع عالم میں توحیدِ الٰہی کا ثبوت ہے۔ پانی کا ایک قطرہ دیکھو تو وہ گول ہوگا۔ ایسا ہی اجرام بھی اور آگ بھی۔ آگ کی ظاہری حالت سے کوئی اگر کہے کہ یہ گول نہیں ہوتی تو یہ اس کی غلطی ہے کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ آگ کا شعلہ دراصل گول ہوتا ہے۔ مگر ہوا اس کو منتشر کرتی ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۷۵)

"دُنیا چند روزہ ہے۔ شہادت کو چھپانا اچھا نہیں۔ دیکھو بادشاہ کے پاس جب کوئی تحفہ لے کر جائے مثلاً سیب ہی ہو اور سیب ایک طرف سے داغی ہو، تو وہ اس تحفہ پر کیا حاصل کر سکے گا۔ مخفی ہونے میں بہت سے حقوق تلف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً نماز باجماعت، بیمار کی عیادت، جنازہ کی نماز، عیدین کی نماز وغیرہ۔ یہ سب حقوق مخفی رہ کر کیونکر ادا کئے جا سکتے ہیں۔ مخفی رہنے میں ایمان کی کمزوری ہے۔ انسان اپنے ظاہری فوائد کو دیکھتا ہے مگر وہ بڑی غلطی کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۷۶)

تقریب شادی

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن کے بیٹے عزیزم منیر احمد خاں رفیق صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ صاحبزادی سعدیہ احمد صاحبہ بنت مکرم چوہدری ناصر محمد صاحب سیال مبلغ آٹھ ہزار پونڈ حق مہر کے عوض مورخہ ۵ اگست ۱۹۹۱ء کو بیت الفضل لندن میں بعد نماز مغرب فرمایا۔ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۹۱ء کو بیت الفضل سے ملحقہ ہال میں رخصتانہ کی تقریب منعقد ہوئی جس میں حضور پُر نور تشریف فرما ہوئے اور عزیزہ کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اگلے روز مورخہ ۱۷ اگست ۹۱ء کو اسی ہال میں مکرم خان صاحب نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس میں حضور پُر نور نے شمولیت فرمائی اور احباب کی ایک کثیر تعداد بھی شریک ہوئی۔ دعوت کے اختتام پر حضور پُر نور نے دعا کروائی۔ عزیزہ سعدیہ احمد محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ کی بیٹی اور حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) کی نواسی ہیں اور منیر احمد خاں صاحب محترم دانشمند خان صاحب کے پوتے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر جہت سے بابرکت فرمائے اور مثمر ثمرات حسنہ ہو۔

محبتِ الٰہی کی راہوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرو

(اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے)

دوسرا تقاضا ایمان ہم سے یہ کرتا ہے کہ (اس کے حضور میں قرب کی راہیں تلاش کرو) یعنی مقام خوف جس کا تقویٰ میں ذکر ہے صرف وہ کافی نہیں بلکہ اس کے بعد مقامِ محبت میں داخل ہونا ضروری ہے۔ انسان کے دل کی یہ حالت ہونی چاہئیے کہ وہ دلی تڑپ اور شوق اور رغبت کے ساتھ ان راہوں کو ڈھونڈے جو راہیں کہ اس کے رب کی طرف لے جانے والی ہیں۔ جب غربا کی ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی تھی کہ امیر کچھ ایسی نیکیاں کرتے ہیں جو غریب بجا نہیں لا سکتے۔ اس لئے انہیں کچھ عبادتیں بتائی جائیں کہ وہ ان کے ذریعہ اس کمی کو پورا کر سکیں تو ان کے دل کی یہ خواہش ابتغوا الیہ الوسیلہ ہی کا ایک نظارہ ہمارے سامنے پیش کر رہی ہے۔ پس (صاحب ایمان) کے دل کی یہ کیفیت ہونی چاہیے کہ ہر اس راہ کو تلاش کرے جو راہ اسے اس کے رب کی طرف پہنچانے والی ہو اور جس پر چل کر وہ اپنے رب کا قرب حاصل کرنے والا ہو۔ واسل کے معنے اللہ کی طرف راغب کے ہیں یعنی جو شخص اللہ کی طرف راغب ہو اسے عربی زبان میں واسل کہتے ہیں اور مفرداتِ راغب میں ہے کہ وسیلہ کی حقیقت یہ ہے کہ قرب کی راہوں کی معرفت اور عرفان شوق سے حاصل کیا جائے (میں لفظی ترجمہ نہیں کر رہا بلکہ انہوں نے جو معنی کئے ہیں ان کا مفہوم اپنی زبان میں بیان کر رہا ہوں) اسی طرح قرب کی راہیں جو انسان پر کھلیں۔ ان راہوں پر شوق سے چلا جائے۔ اس کو انہوں نے عبادت کے نام سے پکارا ہے (مذہبی قانون) کے جو احکام ہیں اور وقت اور حالات اور مقام اور ماحول کے مطابق جو بہترین ہدایتیں ہیں ان بہترین ہدایتوں پر دلی رغبت سے عمل کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ انسان سے خوش ہو جائے۔ پس ایک معنی (اس کے حضور میں قرب کی راہیں تلاش کرو) کے یہ ہیں کہ ان راہوں کی دلی رغبت اور شوق کے ساتھ تلاش جو خدا کی طرف لے جاتی اور انسان کو خدا تعالیٰ کا مقرب بنا دیتی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ مئی ۱۹۶۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۸ اخاء ۱۳۷۰ ہش ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء

خواہشات اور دُعا

دُنیا میں ہر شخص کے دل میں خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ دُنیا داری کی تو بات ہی کیا ہے وہ تو ہے ہی خواہشات کی دُنیا۔ لیکن دُنیا داری کم ہو اور رُوح کی تسکین کا معاملہ ہو تو پھر بھی خواہشات کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ یہ اور بات ہے کہ خواہشات کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اور وہ اس لئے کہ سوچ کا زاویہ بدل جاتا ہے۔ ایک شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے دُنیا کو تیاگ رکھا تھا۔ ایک ٹب میں بیٹھ کر زندگی گذارتا تھا۔ بادشاہ اس سے ملنے گیا اور کہا کہ کوئی خواہش ہو تو بتاؤ میں اس خواہش کو پورا کرکے سعادت مندی کا متمنی ہوں۔ اس شخص نے کہا۔ مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔ بس ذرا دھوپ آنے دو۔ تم سامنے کھڑے ہو گئے ہو اور دُھوپ رُک گئی ہے۔ گویا اس کے دل میں اور کوئی خواہش نہ ہونے کے باوجود کم از کم یہ خواہش تو تھی کہ اسے دھوپ ملتی رہے۔

مقصد یہ ہے کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہو سکتا جس کے دل میں کوئی نہ کوئی خواہش نہ ہو۔ اور خواہش کے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس خواہش کو پورا ہوتا دیکھنا چاہتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خواہش کو دل میں رکھ کر اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرکے اس کو پورا کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اگر ہمیں کوئی ایسی ہستی مل جائے جو ہماری خواہشات کو پُورا کرنے کی مقتدرت رکھتی ہو تو ہم اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اگر یہی رجوع خدا تعالیٰ کی طرف کیا جائے تو اس کا نام دُعا ہے۔ گویا کہ خدا تعالیٰ کے پاس اپنی خواہشات کا ذکر اور یہ آرزو کہ وہ ان خواہشات کو پُورا کرے کا نام دُعا ہے۔

اگر ایسا ہے تو ہم کیوں نہ اپنی ہر خواہش خدا ہی کے سامنے پیش کریں۔ یعنی دُعا کریں۔ حضرت امام جماعت الاوّل۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ فرماتے ہیں:۔

"دعا سے لوگ غافل ہیں حالانکہ دُعا ہی تمام کامیابیوں کی جڑ ہے دیکھو قرآن شریف کی ابتدا بھی دُعا ہی سے ہوتی ہے انسان بہت دعائیں کرنے سے منعم علیہ بن جاتا ہے۔"

پس ہم بھی اپنی تمام خواہشات دُعا کی صورت میں خدا کے سامنے پیش کریں تو ہمارے دل اطمینان پکڑ سکتے ہیں۔ ہمیں ہر حال میں دُعا کرنی چاہیئے۔

کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ مرنا نہیں کبھی
کچھ لوگ جانتے ہیں کہ ناپائیدار ہیں
لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آتی نہ آئے گی
بے اختیار ہیں کہ وہ با اختیار ہیں

ابوالاقبال ———

مَیں نے آخر تمہیں کہا کیا ہے
کیوں ہو برہم تمہیں ہُوا کیا ہے

رات کے تیر کا اثر دیکھو
حیثیت تیغ کی بھلا کیا ہے

سر پرستی میں ہے تُو شاہوں کی
تجھ کو معلوم کیا دُعا کیا ہے

فلسفی کور چشم کیا جانے
دیدِ محبوب کا مزا کیا ہے

جلوہ فرما ہُوا ہے کوئی کلیم
طور پر حشر سا بپا کیا ہے

کڑوا لگتا ہے شہد بھی تجھ کو
اس سے بڑھ کر تری سزا کیا ہے

شور و غوغا سے کارواں نہ رکا
کچھ تو سوچو تمہیں ملا کیا ہے

جس مسافر کا ہو خدا حافظ
اس کو خوفِ ہما شما کیا ہے

میرا محبوب، شافعِ محشر
اِن بُتوں میں بھلا دھرا کیا ہے

پائی شبّیرؔ نے جہاں جنّت
اس سے پوچھو کہ کربلا کیا ہے

چوہدری شبّیر احمد

کہہ رہا ہے مجھ سے ہر حلقہ مری زنجیر کا
اے اسیرِ راہِ مولیٰ خوف کیا تعزیر کا
جو خدا کا ہو گیا وہ زندۂ جاوید ہے
ہے ازل سے فیصلہ یہ مالکِ تقدیر کا

ڈاکٹر حنیف احمد قمر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ وقار

وقار ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں عالی حوصلگی۔ حلم اور بڑائی۔ چونکہ لوگ عام طور پر اس لفظ کو استعمال کرتے ہوئے اس کے معانی سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے معنے کر دوں۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ جب میں وقار کا لفظ استعمال کرتا ہوں تو اس سے میری مراد کیا ہوتی ہے۔ چونکہ عام طور سے یہ لفظ اردو میں عزت کے معنے میں استعمال ہونے لگا ہے اور عام لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں شخص بڑے وقار والا ہے۔ اور اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ بڑی عزت والا ہے۔ یا معزز ہے لیکن دراصل اس لفظ سے گو بڑائی اور عزت کے معنے نکلتے ہیں لیکن اس سے مراد نفس کی بڑائی ہوتی ہے۔ یعنی جس شخص میں چھچھورا پن۔ کمینگی اور ہلکا پن نہ ہو۔ ذرا ذرا سی بات پر چڑ نہ جائے۔ لوگوں کی باتیں سن کر ان پر حوصلہ نہ ہار دے۔ مخالف کی باتوں کو ایک حد تک برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اسے صاحب وقار کہیں گے۔ اور جو رذیل لوگوں کی صحبت میں رہتا ہو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر چڑ جاتا ہو۔ ذرا ذرا سی تکلیف پر گھبرا جاتا ہو۔ چھوٹے چھوٹے مصائب پر ہمت ہار بیٹھتا ہو۔ وہ صاحب وقار نہیں ہو گا۔ خواہ اس کے پاس کتنی ہی دولت ہو اور کیسے ہی عظیم الشان عہدہ پر مقرر ہو۔

پس گو وقار کے معنوں میں عظمت اور بڑائی بھی ہے مگر میری اس جگہ وقار سے وہی مراد ہے جو میں نے پہلے بیان کر دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عہدہ اور شان اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ وہ دنیاوی بادشاہوں سے کسی صورت میں کم نہ تھی اور گو آپ خود اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے اپنی عظمت کا اظہار نہ کرتے ہوں لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ ایک بادشاہ تھے اور تمام عرب آپ کے ماتحت ہو گیا تھا اور اگر آپ اُن سب طریقوں کو اختیار کر لیتے جو اس وقت کے بادشاہوں میں مروج تھے تو دنیاوی نقطہ خیال سے آپ پر کوئی الزام قائم نہیں ہو سکتا تھا اور آپ دنیاوی حکومتوں کی نظر میں بالکل حق بجانب ہوتے لیکن آپ کی عزت اُس بادشاہت کی وجہ سے نہ تھی جو شہروں اور ملکوں پر حکومت کے نام سے مشہور ہے۔ بلکہ دراصل آپ کی عزت اس بادشاہت کی وجہ سے ہے جو آپ کو اپنے دل پر حاصل تھی جو آپ کو دوسرے لوگوں کے دلوں پر حاصل تھی آپ نے باوجود بادشاہ ہونے کے اس طریق کو اختیار نہ کیا جس پر بادشاہ چلتے ہیں اور اپنی عظمت کے اظہار کے لئے نمائشیں نہ کیں جو سلطان کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور نبیوں کے سردار تھے اور بادشاہ ہو کر جو معاملہ آپ نے اتباع سے کیا وہ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ آپ کا نفس کیسا پاک تھا اور ہر قسم کے بداثرات سے کیسا منزہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا نماز اپنے وقت پر ادا کرنا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون سا عمل فرمایا کہ والدین سے نیکی کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر کون سا عمل ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کوشش کرنا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا اور اگر میں آپ سے اور پوچھتا تو آپ اور بتاتے۔ بظاہر تو یہ حدیث ایک ظاہر بین کو معمولی معلوم ہوتی ہو گی لیکن غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کا وقار کیسا تھا کہ صحابہؓ آپ سے جس قدر سوال کئے جائیں۔ آپ گھبراتے نہ تھے۔ بلکہ جواب دیتے چلے جاتے اور صحابہؓ کو یقین تھا کہ آپ ہمیں ڈانٹیں گے نہیں۔ امراء کو ہم دیکھتے ہیں کہ ذرا کسی نے دو دفعہ سوال کیا اور چیں بجبیں ہو گئے کیا کسی کی مجال ہے کہ کسی بادشاہ وقت سے بار بار سوال کرتا جائے اور وہ اسے کچھ نہ کہے۔ بلکہ بادشاہوں اور امراء سے تو ایک دفعہ سوال کرنا بھی مشکل ہوتا ہے اور وہ سوالات کو پسند ہی نہیں کرتے اور سوال کرنا اپنی شان کے خلاف اور بے ادبی جانتے ہیں اور اگر کوئی ان پر سوال کرے تو اس پر سخت غضب نازل کرتے ہیں۔

اس کے مقابلہ میں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں کہ باوجود ایک ملک کے بادشاہ ہونے کے طبیعت میں ایسا وقار ہے کہ ہر ایک چھوٹا بڑا جو دل میں آئے آپ سے پوچھتا ہے اور جس قدر چاہے سوال کرتا ہے لیکن آپ اس پر بالکل ناراض نہیں ہوتے بلکہ محبت اور پیار سے جواب دیتے ہیں اور اس محبت کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ اپنے دلوں میں یقین کر لیتے ہیں کہ ہم جس قدر بھی سوال کرتے جائیں آپؐ ان سے اکتائیں گے نہیں۔ کیونکہ جو حدیث میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف اس موقعہ پر آپؐ اعتراضات سے نہ گھبرائے بلکہ آپؐ کی یہ عادت تھی کہ آپؐ دین کے متعلق سوالات سے نہ گھبراتے تھے کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جتنے سوال آپؐ سے کئے آپؐ نے ان کا جواب دیا اور پھر فرماتے ہیں کہ اگر میں اور سوال کرتا تو آپؐ پھر بھی جواب دیتے۔ اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کو یقین تھا کہ آپ جس قدر سوالات بھی کرتے جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض نہ ہوں گے بلکہ ان کا جواب دیتے جائیں گے اور یہ نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت یہ نہ ہو کہ آپ ہر قسم کے سوالات کا جواب دیتے جائیں۔

دیگر احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ صحابہؓ کے سوالات پر خفا نہ ہوتے تھے۔ بلکہ بڑی خندہ پیشانی سے ان کے جواب دیتے تھے اور یہ آپ کے وقار کے اعلیٰ درجہ پر شاہد ہے۔ کیونکہ معمولی طبیعت کا آدمی بار بار سوال پر گھبرا جاتا ہے۔ مگر آپؐ باوجود ایک ملک کے بادشاہ ہونے کے رحمت و شفقت کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھاتے رہے جو عام انسان تو کجا دیگر انبیاء بھی نہ دکھا سکے۔

اس حدیث کے علاوہ ایک اور حدیث بھی ہے۔ جس سے آپؐ کے وقار کا علم ہو سکتا ہے اور گو یہ حدیث میں پہلے بیان کر چکا ہوں کیونکہ اس سے آپؐ کے یقین اور ایمان پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ لیکن چونکہ اس حدیث سے آپؐ کے وقار کا حال بھی کھلتا ہے۔ اس لئے اس جگہ بھی بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سراقہ بن جعشم کہتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو مجھے اطلاع ملی کہ آپؐ کے لئے اور حضرت ابوبکرؓ کے لئے مکہ والوں نے انعام مقرر کیا ہے۔ جو ایسے شخص کو دیا جائے گا جو آپؐ کو قتل کر دے یا قید کر لائے۔ اس پر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا اور چاہا کہ جس طرح ہو آپؐ کو گرفتار کر لوں تا اس انعام سے متمتع ہو کر اپنی قوم میں مالدار رئیس بن جاؤں جب میں آپؐ کے قریب پہنچا۔ میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور زمین پر گر پڑا۔ اس پر میں نے اُٹھ کر تیروں سے فال نکالنی چاہی کہ آیا یہ کام اچھا ہے یا برا۔ کروں یا نہ کروں اور تیروں میں سے وہ جواب نکلا جسے میں ناپسند کرتا تھا۔ یعنی مجھے آپ کا تعاقب نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر پھر بھی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور آپؐ کے پیچھے بھاگا اور اس قدر نزدیک ہو گیا کہ آپ کی قرأت کی آواز آنے لگی اور میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ بالکل کسی طرف نہ دیکھتے تھے مگر حضرت ابوبکرؓ بار بار اِدھر اُدھر دیکھتے جاتے تھے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں صفتِ وقار نہایت اعلیٰ درجہ پر تھی اور آپؐ خطرناک سے خطرناک اوقات میں بھی اپنے نفس کی بڑائی کو نہ چھوڑتے تھے اور خواہ آپ کو گھر میں بیٹھے ہوئے اپنے شاگردوں سے معاملہ کرنا پڑے جو دین کی جدت کی وجہ سے بار بار سوال کرنے پر مجبور تھے اور خواہ میدان جنگ میں دشمن کے ملک میں خطرناک دشمنوں کے مقابلہ میں آنا پڑے ہر دو صورتوں میں آپؐ اپنے وقار کو ہاتھ سے نہ دیتے اور جس وقت صابر سے صابر اور دلیر سے دلیر انسان چڑچڑاہٹ اور گھبراہٹ کا اظہار کرے۔ اس وقت بھی آپؐ وقار پر قائم رہتے اور تعلیم اور جنگ دو ہی موقعے ہوتے ہیں جہاں وقار کا امتحان ہوتا ہے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ اسی وجہ سے استادوں کو اپنے اخلاق کے درست کرنے کی کیسی ضرورت رہتی ہے اور جو استاد اس بات سے غافل ہو جائے اور اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھے۔ بہت جلد طلباء اس کے اخلاق

باقی صے پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

خط ۲۵ اپریل ۱۹۸۸ء کا لکھا ہوا ہے اور شوکوٹو۔ نائیجیریا۔ سے لکھا گیا ہے۔ لکھنے والا لکھتا ہے۔ جناب من! میں ادریس سولے اِزُو آگبے آپ کا مشن ہاؤس ۴۵، اڈوماگبو ایونیو لیگوس میں ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۸ء میں شاگرد تھا اسی طرح میں ۱۹۶۳ء اور ۱۹۶۶ء میں مسلم ٹیچرز کالج سورو لیرے لیگوس کا طالب علم تھا اس وقت مکرم عبدالمجید صاحب بھٹی پرنسپل تھے مجھے یقین ہے کہ اب آپ پہچان گئے ہوں گے کہ لکھنے والا کون ہے۔

اس خط کی مزید عبارت کو پڑھنے سے پہلے میں یہ بتا دوں کہ میرے سامنے اس وقت جو تصویر ہے اس میں دو۔ اطفال الاحمدیہ کے لحاظ سے طفل اور ویسے بارہ چودہ سال کے ہونے کی وجہ سے نوجوان۔ کھڑے ہیں۔ نیکر اور ٹی شرٹ پہنی ہوئی ہے۔ بالکل سادہ۔ سادہ لباس اور دیکھنے سے سادہ مزاج بھی نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک "طفل" (نوجوان) کا یہ خط ہے میں ۱۹۶۴ء میں نائیجیریا سے واپس آیا تھا۔ یہ ۱۹۵۸ء میں احمدیہ مشن ہاؤس لیگوس سے میرے پاس اپنی دینی تعلیم مکمل کر کے گئے تھے اور اب اس کے ۳۳ سال بعد ان میں سے ایک نے مجھے یہ خط لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "مجھے یاد ہے کہ ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۵ء میں میری آپ سے خط و کتابت ہوئی تھی۔ لیکن اسے میری کاہلی کہہ لیجئے کہ اس کے بعد یہ خط و کتابت جاری نہ رہ سکی۔ میں اس بات سے شرمندہ ہوں کہ اتنے لمبے عرصے تک آپ کو خط نہیں لکھ سکا امید ہے آپ میری اس فروگزاشت کو درگزر کر دیں گے۔ میں اب یہاں شکوٹو میں ہوں اور نائیجیرین ٹیلیوژن اتھارٹی میں ملازم ہوں۔ یہاں میرا کام فلم لائبریری میں ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۰ء تک میں نے بطور مدرس کام کیا اس کے بعد ڈپلوما اِن ایجوکیشن حاصل کیا جس کے لئے مجھے یونیورسٹی آف لیگوس جانا پڑا۔

ڈپلوما آف ایجوکیشن حاصل کرنے کے بعد میں نائیجیرین ٹیلیوژن اتھارٹی شکوٹو میں ملازم ہو گیا۔ اس وقت یہاں شکوٹو میں ہماری ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ میں یہاں کی بیت الحمید کا امام ہوں اگرچہ میں اس سے زیادہ تو نہیں سیکھ سکا جو آپ نے مجھے دین حق کے متعلق بتایا تھا۔ لیکن یہ بات میری دلی مسرت کا باعث ہے کہ میں جماعت میں شامل رہا اور خدا کے فضل سے اپنا کردار ادا کرتا رہا۔ میں جہاں بھی رہا ہوں میں نے جماعتی کاموں میں حصہ لیا ہے ۱۹۷۳ء میں میری شادی ہوئی تھی اور اسی سال نومبر ۱۹۷۳ء میں میرے ہاں پہلا بچہ پیدا ہوا۔ اب میرے خدا کے فضل سے سات بچے ہیں۔ تین لڑکے اور چار لڑکیاں۔ یہ سب کے سب میرے بچے ہیں (جس کا مطلب یہ ہے کہ میری بیوی کا کسی پہلے خاوند سے کوئی بچہ نہیں ہے نہ اس کا کوئی پہلا خاوند تھا) میں اسی سلسلے میں خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہوں میرے دو بچے سیکنڈری سکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جبکہ تین پرائمری سکول میں ہیں۔ بقیہ دو ابھی سکول میں داخلے کی عمر کو نہیں پہنچے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں میرا اصلی گاؤں ایلو لو خوا (ILU KHUA) ہے وہاں ۲۶ جون ۱۹۸۱ء کو میرے والد محترم وفات پا گئے۔ ہمارے اپنے گاؤں میں ہمارے امام کا نام مالم (معلم) اے۔ کے۔ استاد و تھا جو ۱۹۷۹ء میں وفات پا گئے تھے۔ وہ لوگ جنہیں ایلو لوخوا میں ہم نے قرآن کریم کی تعلیم دی تھی وہ اب وہاں جماعت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ اس وقت ایلو لوخوا۔ ایلوی ابوا (ILE BUA) ایالو کپوڈی۔ ایلوی ایے۔ اِیلو یائے موئی میں ہماری جماعتیں موجود ہیں۔ ایک مقامی داعی الی اللہ جو میرے ہی گاؤں کے رہنے والے ہیں ان تمام جماعتوں کے انچارج ہیں۔ احمدیہ مشن ہاؤس لیگوس میں جو میرے دوسرے ساتھی تھے۔ شعیب اڈے کی ۱۹۷۵ء میں وفات پا گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ وہ اپنی زندگی کے آخری حصے میں کانو میں مقیم تھے۔ مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے کہ میرا یہ خط خاصا لمبا ہو گیا ہے لیکن میں اتنا لمبا خط اس لئے لکھ رہا ہوں کہ آخر ہمارے درمیان خاموشی بھی تو ایک عرصے تک رہی ہے۔ اس سارے عرصہ ہمیشہ میری یہ خواہش رہی کہ مجھے آپ سے خط و کتابت کا موقعہ ملے اور میں جان سکوں کہ آپ کس حال میں ہیں۔ مہربانی کر کے میری طرف سے اپنے اہل خانہ کو محبت بھرا اسلام کہئے۔ میں آپ کے بیٹے ظفر اقبال اور محمد اقبال سے خط و کتابت کرنے کا خواہاں ہوں۔ اگرچہ دیر ہی سے سہی لیکن کسی کام کو کبھی نہ کرنے سے بہتر ہے کہ اسے دیر ہی سے کر لیا جائے۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۲ء تک نائیجیریا نے بڑی سرعت کے ساتھ ترقی کی لیکن ۱۹۸۳ء کے بعد نہ صرف اس کی ترقی رک گئی بلکہ یوں لگتا ہے کہ زوال پذیر ہو گیا۔ البتہ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے ہماری جماعت خاصی ترقی کر رہی ہے اور اس کے لئے ہم سب اللہ تعالیٰ کی حمد سے پر ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی کرتا رہے۔ آپ کی حفاظت کرتا رہے اور اسی طرح آپ کے اہل خانہ کی بھی۔ کیا میں آپ سے درخواست کروں کہ آپ میرے لئے اور میرے اہل خانہ کے لئے اور میرے علاقے کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے لئے اور یہاں شکوٹو کی چھوٹی سی جماعت کے لئے دعا کریں۔ میری طرف سے اور میرے اہل خانہ کی طرف سے آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو سلام پہنچے۔ میں ہوں جناب آپ کا ادریس۔"

ادریس اِزو آگبے اور شعیب جب میرے پاس تعلیم کے لئے آئے تو اس وقت ان کی عمر بارہ چودہ سال ہو گی۔ اطفال الاحمدیہ کے لحاظ سے انہیں بچے بھی کہا جا سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ نوجوان بھی کہلانے کے مستحق تھے۔ ان دونوں کی تصویر میرے پاس موجود ہے۔ انہوں نے نیکریں پہنی ہوئی ہیں اور نہ صرف سادہ لباس معلوم ہوتے ہیں بلکہ تصویریں دیکھنے سے سادہ طبیعت بھی لگتے ہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ بچے نہ صرف ذہین اور مستعد تھے بلکہ نہایت مؤدب بھی۔ دو سال تک میں نے اور میری بیوی نے انہیں قرآن کریم پڑھایا۔ قرآن کریم پڑھانے کے لئے میں نے اپنے دفتر میں ٹیپ ریکارڈر رکھا ہوا تھا۔ ان سے سنتا بھی تھا اور ریکارڈ بھی کرواتا تھا اور پھر خود تلاوت کر کے انہیں بتاتا تھا کہ انہوں نے تلاوت میں کہاں کہاں کوئی غلطی کی ہے یا کہاں کہاں مزید بہتری کی ضرورت ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ طریق تعلیم ان بچوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ قرآن کریم کے علاوہ انہیں کچھ حدیثیں بھی یاد کرائی گئیں اور دین حق اور عیسائیت کے متعلق نائیجیریا مشن نے جو میری چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع کی ہوئی تھیں وہ بھی انہیں سبقاً سبقاً پڑھائیں۔ دو سال اس تعلیم کے لئے کافی عرصہ تھا۔ چنانچہ دو سال کے بعد جماعت نے اپنے جاری کردہ سرٹیفکیٹ انہیں دئے اور رخصت کر دیا۔

۱۹۷۶ء میں مجھے ایک دفعہ سیرالیون سے واپس آتے ہوئے کانو جانے کا موقعہ ملا تو وہاں شعیب بھی موجود تھا میں شکلیں بہت جلد بھول جاتا ہوں نام اور باتیں تو یاد رہتی ہیں لیکن شکل میرے دماغ کی سکرین سے جلدی محو ہو جاتی ہے۔ ایک کڑیل جوان میرے سامنے آیا مجھے اس نے غور سے دیکھا اور شائد حیرت سے بھی کہ میں نے اسے پہچانا نہیں۔ کہنے لگا آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں آپ کا شاگرد شعیب ہوں۔ یہ بات میرے لئے کسی حد تک حیرت کا باعث ہوئی کہ وہ ایک چھوٹا سا بچہ جو میرے پاس تعلیم حاصل کرنے آیا تھا۔ اب اتنا کڑیل جوان بن چکا ہے کہ جتنے لوگ وہاں جمع تھے ان میں سے سب سے نمایاں نظر آتا تھا اس نے بہت محبت کے ساتھ ان دنوں کو یاد کیا اور بار بار میرا شکریہ ادا کرنے لگا۔ میں نے بھی اسے بار بار کہا کہ اس میں شکریے کی کیا بات ہے میں یہاں مربی تھا۔ میرا کام تھا سب کی تربیت کرنا اور اگر مجھے آپ کی خصوصی طور پر تربیت کا موقعہ ملا ہے تو یہ میری سعادت ہے افسوس ہے کہ جیسا کہ اس خط سے مجھے پتہ چلا ہے وہ کانو سے میری واپسی کے بعد زیادہ دیر زندہ نہ رہا اور کانو ہی میں فوت ہو گیا۔ اب خدا کے فضل سے شکوٹو میں ہماری ایک جماعت موجود ہے۔ حضرت امام جماعت الثانی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرمایا کرتے تھے مجھے زبانی بھی فرمایا

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات

پاکستان کے دشمن

گذشتہ روز علامہ ساجد علی نقوی سربراہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے کہا کہ پاکستان دشمنوں میں گھرا ہوا ہے اور دیگر ممالک اور اسے باہر سے دھمکیاں مل رہی ہیں۔ لیکن تحریک نفاذ جعفریہ اسکی حفاظت کے لئے اپنا پورا کردار ادا کرے گی۔ وہ جامعہ مکتب العلوم الجعفریہ کی گولڈن جوبلی کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تحریک اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ عدل و انصاف کے طریق کو جاری کیا جائے۔ اور ملک میں امن قائم کیا جائے اور اس امن کے سلسلے میں ہر قسم کے تعصبات کو بالائے طاق رکھا جائے۔ انہوں نے یہودی لابی پر الزام لگایا کہ وہ ملک کے اندر فرقہ واریت پیدا کر کے اسلام کے قلعہ کو کمزور کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے تمام مذہبی اور سیاسی تنظیموں سے اتحاد کی اپیل کی۔

علامہ ساجد نقوی نے کہا کہ حکومت اپنی جیبیں بھر رہی ہے اور یہ جیبیں اس روپے سے بھری جا رہی ہیں جو غریبوں نے زندگی بھر پونجی کے طور پر جمع کیا تھا۔ امن و امان کی صورت حال کے متعلق ساجد نقوی نے کہا کہ جو حالت آج ہے اس سے خراب حالت کبھی نہیں دیکھی گئی۔

وفود کا تبادلہ اٹلی اور پاکستان

اطالوی سینیٹر گیولیو اورلینڈو (GIULIO ORLANDO) نے گذشتہ سوموار کے روز لاہور میں کہا کہ اٹلی اور پاکستان کے درمیان وفود کا تبادلہ۔ ایسے وفود جن کا تعلق ثقافت اور سماجی امور سے ہو۔ دونوں ملکوں کے لئے خاصا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ صحافیوں کے ایک گروپ سے گفتگو کر رہے تھے۔ لاہور میں ایک روز کے لئے آئے تھے۔ آپ ڈاکٹر انٹونیو لوشے (ANTONIO LOCHE) جو اٹالین انسٹی ٹیوٹ فار ایشیا کے سیکرٹری جنرل ہیں کے ہمراہ آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا دورہ دونوں ممالک کے تعلقات کو بہتر اور قریب تر بنانے کے لئے کیا گیا ہے اور ہم اس بات کی امید کرتے ہیں کہ تجارت کو بھی خاصا فروغ حاصل ہو گا۔ مسٹر گیولیو آرلینڈو نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اٹلی کے سرمایہ کار پاکستان میں سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں۔ مزید یہ کہ اسلام آباد میں قیام کے دوران انہوں نے چیئرمین آف پرائیوٹائزیشن کمشن سے گفت و شنید کی تھی اور خاصی معلومات حاصل ہوئیں۔ انہیں صحیح طور پر پتہ چلا کہ حکومت کی اس نجی سرمایہ کاری کا کیا مقصد ہے۔ اور اسکے کس حد تک کامیاب ہونے کے امکانات ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اٹلی اس وقت چمڑے کا سامان اور کپڑے سے تیار کردہ اشیاء پاکستان سے درآمد کر رہا ہے جب کہ یورپین کمیونٹی بھی اس بات پر غور کر رہی ہے کہ مختلف ممالک کے درآمدات اور برآمدات کے کوٹے مقرر کر دئے جائیں۔ پاکستان پر جو پابندیاں لگی ہوئی ہیں یعنی پاکستان کے برآمدات پر ان کو زیادہ اشیاء زیادہ مقدار میں برآمد کرنے کا موقعہ مل سکے گا۔

دو امریکیوں کی سزا؟

اگرچہ ان دو امریکیوں کو جنہیں شریعت کورٹ نے چوری اور ڈاکے کی بنا پر ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا دی تھی۔ کی سزا ایک اعلیٰ عدالت نے ختم کر دی ہے۔ لیکن امریکہ میں تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ اگرچہ سزا ختم ہونے کی اطلاع ملنے پر بش انتظامیہ اور کانگریس کو کسی قدر اطمینان حاصل ہو گیا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اب پاکستان اور امریکہ میں بُعد پہلے سے زیادہ ہو جائے گا۔ گذشتہ ہفتے کانگریس کے چار سینیٹروں نے پاکستانی سفارتخانے کے اعلیٰ حکام کو بلایا تھا اور اگرچہ کہا یہ گیا تھا کہ وہ کسی صورت میں بھی پاکستان کے اندرونی معاملات یا اسلامی عدل کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ لیکن انہوں نے یہ ضرور کہا کہ ہم اس سلسلے میں پریشان ہیں۔ اور انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ ایوان کے ۲۵ سے زیادہ ممبروں کا ایک گروپ اکٹھا کر کے پاکستان آنا چاہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسی قوتیں جو پہلے ہی پاکستان کے خلاف ہیں بظاہر قدامت پسندی کا سہارا لے کر بعض باتوں کو پاکستان کے سر تھوپنا چاہتی ہیں۔ اگرچہ اس وقت تک پاکستان میں کسی ایسی سزا پر عمل نہیں کیا گیا جسمیں جسم کے کسی حصے کے کاٹنے کا فیصلہ کیا گیا ہو۔ ہاؤس فارن ریلیشن کمیٹی کے تین رکن شریعت کورٹ کے اس فیصلے کو جو ان دو امریکیوں کے خلاف کیا گیا تھا۔ شدت کے ساتھ ہدف تنقید بنا رہے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ایسی باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے امریکہ پاکستان کے متعلق خارجہ پالیسی تیار کرتا ہے اور اسی لئے وہ دونوں ملکوں کے قریب تر آنے کی بجائے بعید سے بعید تر لے جانا چاہتا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل پاکستان

(سزائے موت)

لاہور کے فلیٹیز ہوٹل میں گذشتہ منگل کے روز ایمنسٹی انٹرنیشنل پاکستان کے لاہور گروپ نے ایک سیمینار منعقد کیا۔ سیمینار کا موضوع سزائے موت تھا۔ اور اس موقعہ پر ان کی ایک رپورٹ جس کا عنوان ہے "جب حکومت قتل کرتی ہے" کا اردو ترجمہ بھی شائع کیا گیا۔ عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ نے پاکستان میں سزائے موت کی قانونی حیثیت پر بات کی۔ اس سلسلے میں موجودہ آرڈیننسز اور ان پر عمل درآمد بھی پیش کئے گئے۔ مسٹر آئی۔ اے رحمان جو انسانی حقوق کے پاکستانی کمیشن کے ڈائرکٹر ہیں نے سزائے موت کے سیاسی پہلوؤں پر حاضرین سے خطاب کیا جب کہ ڈاکٹر مبارک علی نے اس سزا کی جنوبی ایشیا میں تاریخ بیان کی۔ "حکومت قتل کرتی ہے" کا اردو میں ترجمہ مسٹر مسعود ارشد نے کیا تھا انہوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس موقعہ پر سزائے موت سے متعلق ایک فلم بھی دکھائی گئی۔

دنیا کے بعض ممالک ایسے ہیں جہاں سزائے موت کو ختم کر دیا گیا ہے اور بعض ممالک ایسے ہیں جہاں ایک عرصہ تک اس سزا کو ختم کرنے کے بعد یہ دیکھتے ہوئے کہ قتل کی وارداتوں میں کوئی فرق نہیں پڑا اسے دوبارہ جاری کر دیا گیا ہے۔ اور بعض ممالک ایسے ہیں جہاں اگرچہ یہ سزا موجود تو ہے لیکن خاصے لمبے عرصے سے کبھی کسی کو سزا نہیں دی گئی۔ بہرحال دنیا کے ممالک کی اکثریت ایسی ہے جہاں یہ سزا موجود ہے۔ اور بعض علاقے تو ایسے ہیں کہ وہاں پر معمولی معمولی باتوں کے لئے بھی سزائے موت دے دی جاتی ہے۔ یا سزائے موت کو اتنا عام کر دیا گیا ہے کہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی عدالتیں کس طرح فیصلہ کرتی ہیں

لبنان میں یرغمالی

اسلامک جہاد جنہوں نے امریکہ کے دو یرغمالی لبنان میں پکڑے ہوئے ہیں گذشتہ روز ایک بیان جاری کیا ہے۔ جسمیں اس افواہ کی تردید کی گئی ہے کہ انہوں نے اقوامِ متحدہ سے اپیل کی ہے کہ ان کی جان کی حفاظت کی جائے۔ اس تنظیم نے اپنی ٹائپ شدہ سٹیٹمنٹ ایک اخبار کے حوالے کی۔ اسمیں اس بات کی تردید کی گئی تھی کہ انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے یا اپنے اوپر مقدمہ بننے کے خلاف کوئی گارنٹی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ یعنی جب وہ ان دو امریکی یرغمالیوں کو چھوڑیں گے تو انہیں جو خطرات لاحق ہوں گے ان سے بچنے کے لئے وہ گارنٹی مانگ رہے ہیں۔ اس بات کی انہوں نے سختی سے تردید کی۔ یرغمال بنانے والوں کے متعلق ایک اسلامی ذریعے نے بتایا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان یرغمالیوں کو اپنے پاس رکھنا ہی ان کی حفاظت کی اصل گارنٹی ہے عام طور پر تو یہ کہا جاتا ہے کہ ایران ان کے پیچھے تھا۔ لیکن ایران نے انہیں کسی قسم کی حفاظت دینے سے انکار کر دیا ہے اسلامی جہاد کے پاس دو امریکی یرغمالی ہیں۔ اسی طرح تین برطانوی اور دو جرمن کسی اور تنظیم نے خفیہ طور پر اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ۴۰۰ قیدی جنہیں اسرائیل کی تحویل میں کھیاں قید خانے میں رکھا گیا ہے جو جنوبی لبنان میں ہے۔ انہیں رہا کیا جانا چاہیئے۔ گذشتہ اگست میں اقوام متحدہ نے کوشش کی تھی کہ قیدیوں کا تبادلہ کر لیا جائے۔ اور یہ اس وقت کیا گیا تھا جب انہوں نے ایک برطانوی صحافی کو رہا کیا تھا۔ اب یہ افواہ گردش کر رہی ہے کہ امریکی حکام متعدد فوجی لبنانیوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں تا کہ وہ زندگی اور موت کا کھیل کھیل کر ان دو یرغمالیوں کو رہائی دلوائیں۔ مختلف اسلامی ذرائع جو یرغمالی بنانے والوں کے قریب ہیں نے تجزیہ کیا ہے کہ اس وقت یرغمال بنانے والے خوف باقی صدیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

مبارکہ بیگم صاحبہ

نعیمہ ضیاء الدین۔ جرمنی

آج سے ساڑھے تین سال قبل جب میں نے جرمنی کے لئے رختِ سفر باندھا تھا تو پاکستان کے در و دیوار، زمین و آسمان اور وہاں بسنے والے اپنے پیارے، یہ سب کچھ یوں محسوس ہوتا تھا کہ ایسے ہی رہیں گے۔ ہم جب لوٹ کے آئیں گے تو ہر چیز وہیں ہوگی اور باہیں پھیلائے ہمارا استقبال کرے گی۔ لیکن ایسا سوچنے سے ایسا ہوتا نہیں۔ زمین کے شجر و حجر تو اس کا حصہ رہتے ہیں مگر افراد زیرِ زمین جا بستے ہیں۔ پھر کبھی لوٹ کے نہ آنے کے لئے اپنے بوڑھے والدین اور بزرگوں کو ہم اس وقت چھوڑ آتے ہیں جب اُنہیں ہماری ضرورت ہوتی ہے لیکن ہم نئے جہانوں کی تلاش میں دانہ دنکا چگنے کہیں اور جا نکلتے ہیں۔ بوڑھی آنکھیں ہماری راہ تکتے تکتے پتھرا جاتی ہیں اور وقت کی تیز آندھی ساری راہیں دھندلا دیتی ہے تب ہمیں ایک دھکا سا لگتا ہے کہ تمہارے لئے دعا کو اٹھنے والے ہاتھ سرد ہوئے، راستہ دیکھتی نگاہیں بے نور ہوگئیں اور تمہارے نام کا وِرد کرتے رہنے والے لب خاموش ہوگئے۔ اب کچھ بھی تلافی کو باقی نہیں رہتا۔ ہم دامن خلاء میں کھڑے ہم مکمل طور پر بے سہارا سے ہو جاتے ہیں۔ میری والدہ بھی بالآخر مجھے داغِ مفارقت دے گئیں۔ وہ وجود جو سراپا محبت و شفقت تھا رخصت ہُوا، اب کوئی آوازہ انہیں واپس نہیں لا سکتی۔ میری والدہ مبارکہ بیگم اہلیہ حکیم محمد عمر صاحب ایک مثالی شخصیت تھیں۔ یوں تو ہر ماں بس ماں ہوتی ہے۔ پاکیزہ مخلص اور ہمدرد مگر یہ خاتون ایک بہت اچھا نمونہ تھیں۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ اب ایک روایتی سا مقولہ بن گیا ہے مگر میری والدہ وہ خاتون تھیں جنہوں نے ساری زندگی نمازِ پنجگانہ کے علاوہ نوافل اور تہجد کی نمازیں بھی اسی پابندی سے ادا کیں۔ کسی قسم کی مجبوری یا دشواری اُن کے دینی فرائض کی ادائیگی کی راہ میں حائل نہ ہوتی تھی۔ بعض اوقات تو ایسا محسوس ہوتا کہ وہ شائد اس جہان میں صرف نماز روزے کی پابندی کرنے ہی کو آئی ہیں کیونکہ ہر روز قرآن شریف کا ایک پارہ مع ترجمہ تلاوت کرنا اور نوافل کی ادائیگی کرتے رہنا ان کا معمول تھا۔ گفتگو مختصر بلکہ صرف سماعت کی حد تک محدود تاکہ دوسرا شخص اپنی بات کھل کر کہہ سکے۔ نیز یہ خوف ہمیشہ در پیش کہ زبان سے کوئی غلط لفظ نہ نکل جائے کہ جس سے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کو ضائع کر دینے کا خطرہ ہو۔

خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شیدائی تھیں۔ خواتین مبارکہ بھی اکثر شفقت فرمائیں۔ اور محبت کا سلوک روا رکھتیں۔ والدہ محترمہ کی طبیعت میں غناء تھا۔ دنیاوی مادی ساز و سامان سے کبھی دل نہ لگایا۔ ضرورت کے ایک دو ملبوسات کے علاوہ کبھی کوئی زائد کپڑا اپنے پاس نہ رکھتیں۔ دوسروں کے دکھ درد کا ایسا احساس کہ خود دوسروں کے لئے اس وقت تک تکلیف میں مبتلا رہتیں جب تک کہ اس کے رفع ہو جانے کے اسباب نہ ہو جائے۔ میرا وجود اس کی ایک زندہ مثال ہے۔ میں اُن کی جسمانی اولاد نہ تھی بلکہ اُن کی تو کوئی بھی جسمانی اولاد نہیں تھی مگر مجھے جنم دینے والی ہستی میرے اس دنیا میں آتے ہی جب آنکھیں موند گئی تو میری اس مبارک والدہ نے مجھے خاک سے اٹھا کر اپنی مہربان آغوشِ مادر میں چھپا لیا اور پھر اس قدر ناز و نعم سے پرورش کیا کہ محبتوں کی رفعتوں پر لا بٹھایا۔ فلکِ ناہنجار جب مجھ سے خود رو پودے زمین کی سختیاں جھیلنے کو کہیں کہیں پھینک دیتا ہے تو ان کے پیچھے کوئی دیوار نہیں ہوتی جو ہر وار سہہ کہ ان کے لئے پناہ گاہ بن جائے نہ ہی سر پر کوئی سائبان ہوتا ہے جس سے وہ زمانے کی جھلسی ہوئی دھوپ سے محفوظ رہ سکیں۔ یہ بھی ایک خدائی عطیہ ہوتا ہے جو ایسے پاک وجود دنیا میں بھیج دیتا ہے وہ بے سہاروں کی دیوار اور سائبان بن جاتے ہیں اور محبتوں کی گھنی چھاؤں تلے ایسے کئی افراد پناہ گزین ہو جاتے ہیں۔ یہ انمول نعمت تھی اور ایک نیکی و پاکیزگی کا مجسم تھا۔ مجھے اُس وقت اُنہیں چھوڑ دینا پڑا جب وہ ضعیف ہوگئی تھیں اُنہیں سہارے کی بہت ضرورت تھی اور بڑھاپے کی تنہائی کا مداوا بھی درکار تھا۔ لیکن میں نے سوچا کہ جب بھی میں لوٹ کر آئی وہ بوڑھی باہیں میرے لئے شفقتوں اور محبتوں کے خزائن لئے وا ہو جائیں گی۔ یہ آنکھیں میرے استقبال پر جگمگا اٹھیں گی اور یہ ہاتھ یونہی میری راحتوں کی دعائیں مانگنے کو بلند ہوتے رہیں گے۔ یہ تو میں کبھی سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ ایسا نہیں ہوگا یا منظر بدل جائے گا یا یہ تمام نعمتیں مجھ سے چھن جائیں گی۔ ایسا کیوں کر سوچا جا سکتا تھا بھلا زمین اور آسمان سے جدا ہو کر بھی کوئی رہ سکتا ہے اور میری محبتوں کی سرزمین میرے سکون کا آسمان تو وہ ہی تھیں اور اب خبر آئی ہے کہ وہ نہیں رہیں۔ پھر کیا رہ گیا، ہر نام ہر چیز میرے لئے تو ان کے حوالے سے تھی۔ جواب مرگئی، پیچھے کچھ نہ رہا۔ میرا تنہا وجود ہے کہ ان صحراؤں میں تیز آندھیوں کے بگولوں کی زد میں ہے جو اپنی سرخ رنگ شعلہ زار زبانیں نکال کر میرے اردگرد رقص کر رہے ہیں اور لپک لپک کر کہتے ہیں۔ "سُن تجھے پتہ ہے تیری ماں مرگئی"۔ میرے پیچھے اب تک جو فولادی دیوار کھڑی تھی یکدم دھڑام سے گر جاتی ہے۔ بگولوں کا رقص جاری ہے۔ میرا وجود ایک تنکے سے بھی ہلکا ہوگیا ہے۔ شعلہ زار زبانیں چیختی ہیں۔ "سُن تجھے پتہ ہے تیری ماں مرگئی"۔ میرے سر سے سائبان اچانک اُڑ جاتا ہے۔ تیز ننگی دھوپ جلا دینے والی تمازت کے ساتھ میرے سر کے اندر تک گھس جاتی

باقی ص۷ پر

بقیہ ص۲ سے آگے

اور اپنے مکتوبات میں بھی یہ ارشادات تحریر فرمائے کہ اصل دعوت الی اللہ کا کام اس وقت وسیع ہوتا ہے جب مقامی لوگوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی جائے۔ مقامی لوگوں کو رد کرنا اتنا آسان نہیں جتنا غیر ملکیوں کو۔ چنانچہ کانو اور کانو کے اردگرد جب بھی دعوت الی اللہ کا کام زیادہ وسیع پیمانے پر کامیاب ہوا وہ حضور کے اسی ارشاد کے مطابق کام کرنے کا نتیجہ تھا۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ گیمبیا میں جو ہمارا مشن کھلا اس کی ابتداء بھی اسی طرح ہوئی کہ وہاں کی حکومت کسی غیر ملکی کو احمدیہ جماعت کے سلسلے میں دعوت الی اللہ کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ میں نے اس بات کی خواہش کی کہ میں وہاں بعض دوستوں سے ملنے کے لئے آنا چاہتا ہوں تو حکومت نے یہ بات بھی رد کر دی۔ اس وقت حکومت انگریزوں کی تھی چنانچہ ایک افریقن کو جو لیگوس کے رہنے والے تھے وہاں بھیجا گیا اسے گیمبیا میں داخل ہونے سے وہ روک نہیں سکتے تھے انہوں نے کچھ عرصہ وہاں کام کیا اور اس کے بعد محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے غانا کے ایک مقامی مربی کو وہاں بھیجا اور اس کے نتیجہ میں وہاں احمدیہ جماعت کا قیام عمل میں آیا اور سب سے پہلے پاکستانی مربی محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب گیمبیا کے لئے متعین ہوئے۔ ادریس ازو آگبے نے لیگوس میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب اپنے گاؤں اور اس کے مضافات میں دعوت الی اللہ کا بیڑا اٹھایا تو خدا کے فضل سے وہاں کئی جماعتیں قائم ہوگئیں۔ حضرت امام جماعت الثانی ہی کے ارشاد پر جب میں نے نائیجیریا میں وقف کی سکیم پیش کی تھی تو حضور کے ارشاد پر جن چار افراد نے لیگوس سے باہر جا کر بھی کام کرنے کی حامی بھری۔ انہی کی وجہ سے ان علاقوں میں احمدیہ جماعتیں قائم بھی ہوئیں اور مزید مضبوط بھی۔

یہ خط جس کا میں نے ذکر کیا ہے میرے لئے اس لئے بھی مسرت کا باعث ہے کہ ۱۹۵۷ء۔ ۱۹۵۸ء میں جس نوجوان نے مشن ہاؤس میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی۔ اس نے یاد کیا ہے اور نہایت محبت بھرے طریق پر یاد کیا ہے۔ اب ان دونوں کی تصویریں جب میں ادریس صاحب کو بھجواؤں گا تو وہ یقیناً حیران رہ جائیں گے کہ تیس پینتیس سال پہلے کی لی ہوئی تصویریں میں نے اپنے پاس محفوظ رکھی ہوئی ہے یہ بھی تو محبت کی ایک علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو اور اس سے پہلے اور بعد میں آکر تعلیم حاصل کرنے والے نوجوانوں کو بہت بہت کامیابیاں عطا کرے اور ان کی کامیابیوں کے نتیجے میں نائیجیریا کی احمدیہ جماعت کو ترقی پہ ترقی دیتا چلا جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکیم عبد الحمید اعوان

امرود

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی خدمت کے لئے جن پھلوں کو سال میں دو بار حاضر ہونے کی صفت سے نوازا ہے۔ امرود بھی ان میں سے ایک ہے جو گرمیوں اور سردیوں میں حاضر ہو کر انسان کو اپنی دلآویزی سے متوجہ کرتا اپنی مخصوص خوشبو سے کھینچتا اور اپنے خوش ذائقہ نرم گودے سے اسے لذت بخشتا ہے۔

برسات کے موسم کی نسبت سردیوں کا امرود زیادہ میٹھا اور لذیذ ہوتا ہے۔ اندر سے بھی سرخ رنگت والا امرود اپنی خوشبو، شیرینی اور لطافت میں منفرد ہے۔

اس پھل کو کچی حالت میں بطور سبزی بھی پکا کر کھایا جاتا ہے۔ کچا امرود خشک اور قابض ہوتا ہے جبکہ پکا ہوا امرود ملیّن اور قبض کشا، تاثیر رکھتا ہے۔

دہی میں امرود کا رائتہ بہت لذیذ بنتا ہے۔ امرود مزاج کے لحاظ سے پہلے درجہ میں سرد تر مائل بہ حرارت ہے۔ سیاہ مرچ اور نمک امرود کی کمزوریوں کی اصلاح کر دیتے ہیں اس لئے انہیں امرود پر چھڑک کر کھایا جاتا ہے۔ اس سے امرود کی لذت اور بھی بڑھ جاتی ہے امرود کو غذا کے بعد ہی کھانا چاہیئے۔ درخت امرود کی چھال میں ۲۵ فیصد ٹیننک ایڈ پایا جاتا ہے جو خون کے پتلے پن اور بہاؤ کو روکنے کے لئے ایک مؤثر جزو ہے۔ امرود کے پھل میں وٹامن اے اور سی۔ کیلشیم لوہا اور فاسفورس پائے جاتے ہیں۔

امرود قوتِ ہاضمہ کو بڑھاتا، بھوک لگاتا، خفقان کو دور کرتا اور دل، دماغ اور معدہ کو طاقت اور فرحت بخشتا ہے۔ اس کے بیج پیٹ کے کیڑے مارتے ہیں۔ مالیخولیا۔ زکام۔ بواسیر اور قبض کے مریضوں کو یہ بہت فائدہ دیتا ہے۔ اس کے پتے گھوٹ کر پینے سے دست رک جاتے ہیں۔ حلق پک گیا یا متورم ہو گیا ہو تو اس کی چھال کے جوشاندہ سے غرغرے کرنے سے آرام آجاتا ہے۔ اس کے پھولوں کا لیپ آنکھوں کی سوجن کو دور کر دیتا ہے۔

بلغمی کھانسی میں اگر بلغم پورے طور پر نہ نکلتا ہو تو امرود کو گرم راکھ میں دبا کر نرم کرنے کے بعد اگر سیاہ مرچ اور نمک چھڑک کر کھا لیا جائے تو بلغم خارج ہو کر کھانسی کو تسکین ہو جاتی ہے۔

جنہیں گرمیوں میں نکسیر پھوٹنے کی شکایت ہو انہیں امرود ضرور کھانا چاہیئے اسی طرح وہ عورتیں جنہیں حیض کی بے قاعدگی یا زیادتی کا مرض ہو ان کے لئے امرود اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعام ہے۔

امرود خونی بواسیر کے لئے بھی اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے استعمال سے قبض دور ہونے کے علاوہ مسوں کی جلن بھی جاتی رہتی ہے۔

اگر دل کی دھڑکن تیز ہو تو امرود کے کھانے سے وہ متوازن ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ گول مٹول خوش رنگ خوشبودار لذیذ عطیہ تبخیر معدہ کو ختم کرتا اور خون کو پتلا نہیں ہونے دیتا۔

چونکہ یہ ہوا پیدا کرتا ہے اس لئے اسے نمک اور سیاہ مرچ لگائے بغیر نہ کھانا چاہیئے۔

اس کا پودا ہر قسم کی زمین میں لگ جاتا ہے اس لئے اگر آپ کے صحن میں گنجائش ہو تو اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو ضرور جگہ دے دیجئے گا۔

بقیہ : صفحہ ۳ سے آگے

کو بگاڑ دیتے ہیں۔ یہی حال میدان جنگ میں بہادر سپاہی کا ہوتا ہے جو باوجود جرأت اور بہادری کے بعض اوقات وقار کھو بیٹھتا ہے اور چھچھورا پن اور گھبراہٹ کا اظہار کر بیٹھتا ہے۔ مگر وہ نیکوں کا نیک اور بہادروں کا بہادر ان سب عیوب سے پاک تھا۔

بقیہ صفحہ ۵ سے آگے

کا شکار ہیں کہ جب یرغمالی چھوڑ دئے جائیں گے تو ان کی کسی صورت حفاظت نہ کی جا سکے گی۔ وہ ہفتہ وار اخبار جو یرغمالیوں کے متعلق مستند خبریں چھاپتا ہے نے کہا ہے کہ زندگی اور موت کا کھیل کھیلنے والوں کے سربراہ ایک لبنانی افسر ہیں جن کا پہلا نام بیکائیہ BECAYIEH تھا۔

خریداران الفضل متوجہ ہوں

اندرون پاکستان الفضل کے خریداران کے خریداری نمبر تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ طبع شدہ چٹ پر جو خریداری نمبر درج ہے وہ نیا خریداری نمبر ہے۔ (مینیجر)

بقیہ صفحہ ۶ سے آگے

ہے میری آنکھوں میں بھر آئی ہے فضا میں آگ کی گرمی ہے اور دل میں بے پناہ وحشت جو آنکھوں کی راہ سے پانی بن بن کر گرتی رہتی ہے گرتی رہتی ہے۔ پھر بھی اس ایک سوال کا جواب نہیں ملتا جو میں اس وقت سے چلا چلا کر پوچھ رہی ہوں کہ کیا واقعی میری ماں مر گئی ...؟ میں نے ایک لاوارث اور تنہا وجود نے کیا ایک ہی جھٹکے میں اپنا سارا خزانہ کھو ڈالا۔ اب کوئی ہاتھ دعا کو، کوئی آنکھ دید کو اور کوئی دل میرے نام کو نہ دہرائے گا۔ کیا واقعی میرے سر سے سائبان اور پیچھے سے دیوار ایکدم ڈھے گئی۔

سالِ نو تحریک جدید ۔ ۲۷ ۔ ۴۸ ۔ ۵۸ کا استقبال

ہر احمدی چشم براہ ہے کہ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ سالِ نو کا اعلان فرمائیں

اور

وہ مسابقت کی رُوح کے ساتھ اپنے امام کے حضور اپنی قربانی پیش کرے

اندریں صورت سالِ نو کے استقبال کے لئے قبل از وقت تیاری کرنا آپ کے اخلاص کا تقاضا ہے

سالِ نو کے وعدے ضرورت کے مطابق اور کم سے کم وقت میں حاصل کرنے کیلئے حسب ذیل سکیم پر ابھی سے عمل کرنا شروع کردیں

سکیم بابت فراہمی وعدہ جات تحریک جدید

(سال ۴۸ / ۵۸)

اوّل :۔ کنبہ وار فارم پر کنبہ کے افراد کے اسماء درج کئے جائیں۔ مستورات کے ناموں کے ساتھ زوجیت یا ولدیت ضرور لکھی جائے)۔

دوم : جن افراد کے وعدے سال گذشتہ کے لئے تھے ان کے ناموں کے آگے ان کا سال ۴۷/ ۵۷ کا وعدہ درج کیا جائے۔

سوم :۔ نئے سال کے لئے ایک رجسٹر ابھی سے کھول لیا جائے اس میں کنبہ وار فارموں میں مندرجہ ناموں اور سابقہ وعدوں کا اندراج کر لیا جائے۔

چھارم :۔ کنبہ وار فارم کی نقل وعدہ جات کے جامع فارم پر تیار کر لی جائے اور سیکرٹری تحریک جدید کو دے دی جائے۔ اس طرح لجنہ اور جماعت کے کام کی تقسیم ہو جائے گی اور وعدوں میں (DUPLICATION) نہ ہو گی۔

پنجم :۔ حضور ایدہ اللہ کے اعلان سالِ نو پر اوّلین وقت میں کنبہ وار وعدے جو لجنہ کے اکٹھے کئے ہیں وہ حاصل کر کے مرکز کو بھجوائے جائیں اور ان کی نقل سیکرٹری تحریک جدید کو دی جائے یا بتوسط سیکرٹری تحریک جدید مرکز میں بھجوائے جائیں۔

ششم :۔ یہ کام کوشش کی جائے کہ ایک ماہ میں مکمّل ہو جائے یا زیادہ سے زیادہ ۳۱ر دسمبر تک۔

ہفتم :۔ وعدہ جات لیتے وقت ائمہ کرام کے ارشادات جو مشاورت میں مذکور ہو چکے ہیں۔ مدّ نظر رکھے جائیں۔

ہشتم :۔ کسی فرد کو وعدہ سے محروم نہ رکھا جائے۔ باروزگار افراد سے ماہوار آمد کا کم از کم ۵/۱ اور دیگر افراد سے کم از کم ۲۴/- روپے فی کس لیا جائے۔ اسی اُصول کے تحت مستورات اور بچوں سے بھی وعدے لئے جائیں۔

نہم :۔ معاونینِ خصوصی کی تعداد بڑھانے کا خیال رکھا جائے۔

دہم :۔ وفات یافتہ بزرگوں کی قربانیوں کا تسلسل قائم کروایا جائے۔

اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

وکیل المال اوّل تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ میں وزیر اعظم کی سفارش کے بغیر ریفرنس دائر نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ جمہوری ادارے کام کر رہے ہیں سیاسی صورت حال تسلی بخش ہے تشویش کی کوئی بات نہیں اخبار نویس تو چائے کی پیالی میں طوفان کھڑا کرنے کے عادی ہیں قومی حکومت کے متعلق انہوں نے کہا کہ یہ سوال وزیر اعظم سے کریں۔ انہوں نے کہا کہ احسان اللہ مرحوم بد قسمتی یا خوش قسمتی سے میرے داماد ہیں اگر کسی کا داماد ہونے کے ناطے سے کارروائیاں شروع ہو گئیں تو بے شمار داماد بے نقاب ہو جائیں گے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ صبر کی ایک حد ہوتی ہے اب عوام کے حقوق کی بحالی کے لئے انہیں سڑکوں پر لانا پڑے گا۔ انہوں نے وزیر اعظم پر الزام لگایا کہ انہوں نے اپنے عہدے کا تقدس مجروح کیا ہے انہیں مستعفی ہو جانا چاہیئے

○ بلوچستان کے سینیئر وزیر مسٹر اسلم رئیسانی کے استعفیٰ پر بلوچستان میں سیاسی بحران پیدا ہو گیا ہے۔ مسٹر رئیسانی استعفیٰ کی وجہ نہیں بتا رہے بی بی سی نے کہا ہے کہ ان کا استعفیٰ واپس لینے کا امکان موجود ہے۔

○ بی بی سی کا کہنا ہے کہ پاکستان چین اور ایران سہ فریقی دفاعی اتحاد چاہتے ہیں

○ چین کے صدر پاکستان کے دورے پر پہنچے ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔ چینی صدر نے پاکستان پہنچ کر کہا ہے کہ ہم پاکستان سے مزید تعاون بڑھائیں گے۔ صدر اسحٰق نے چینی صدر کے اعزاز میں عشائیے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بڑی طاقتوں کے درمیان نظریاتی محاذ آرائی ختم ہونے کے باوجود چھوٹے ملکوں کی سلامتی کو لاحق خطرات کم نہیں ہوئے۔

○ جمعیت العلمائے اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ مجھے خود کو پارلیمنٹ کا رکن کہتے ہوئے شرم آتی ہے انہوں نے الزام لگایا کہ صوبہ سرحد میں بعض تبدیلیاں صدر کی طرف سے ٹھونسی گئی ہیں۔

○ انجمن سپاہ صحابہ نے دھمکی دی ہے کہ اگر بھارتی حکومت نے مساجد کو تحفظ نہ دیا تو پاکستان میں مندر محفوظ نہیں رہیں گے۔

○ بلوچستان اسمبلی کے قائد حزب اختلاف نواب اکبر خان بگٹی نے کہا ہے کہ جام صادق بہت بیمار ہیں ان کے مرض کی تشخیص کے بعد علاج ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ صدر مملکت کو قانونی دائرہ میں رہ کر اپنی آئینی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں۔

○ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کے شیڈول کے اعلان کے ساتھ ہی بلدیاتی ادارے توڑنے کی تجویز پر غور کیا جا رہا ہے۔

○ علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ کو بم سے تباہ کرنے کی سازش ناکام بنادی گئی

○ اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر اشفاق خان نے کہا ہے کہ پاکستان سائنسی ترقی میں ہمسایہ ممالک سے بہت پیچھے ہے۔

○ تیسرے سیاسی اتحاد کے لئے بات چیت فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو گئی ہے۔ جماعت اسلامی اور جتوئی نے تعاون کی یقین دہانی کرا دی ہے۔

○ کوئٹہ میں ۱۱ دن کے بعد کرفیو کا نفاذ ختم کر دیا گیا ہے۔

○ رن آف کچھ کے سرحدی تنازعے پر پاک بھارت مذاکرات اتوار سے اسلام آباد میں شروع ہو رہے ہیں۔

○ لاہور میں مسلح ڈاکوؤں نے دن دہاڑے قومی اسمبلی کے رکن ہمایوں اختر کی گاڑی چھین لی اور فرار ہو گئے۔

○ وفاقی وزیر چوہدری شجاعت نے کہا ہے "قائد اعظم دیکھو! محترمہ بے نظیر بھٹو نے ملک کا سودا کر لیا ہے"۔ انہوں نے الزام لگایا کہ نصرت بھٹو نے بیرون ملک پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارے میں من گھڑت خبریں بیان کر کے رقمیں وصول کیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ بھٹو خاندان اپنے اثاثوں کا اعلان کرے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے قومی کرکٹ ٹیم کے لئے دس لاکھ روپے انعام کا اعلان کیا ہے۔ عالمی ریکارڈ قائم کرنے والے باؤلر عاقب جاوید کو دو لاکھ روپے اس کے علاوہ ملیں گے۔

○ پی ڈی اے نے حکومت کے خلاف مسلسل احتجاجی تحریک چلانے کا اعلان کر دیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ بدھ کو میڈرڈ میں ہونے والی تاریخی مشرق وسطیٰ امن کانفرنس کی تیاریاں عروج پر پہنچ گئی ہیں۔ منگل کے دن امریکہ اور روس کے درمیان منی سربراہ کانفرنس ہو گی۔ کانفرنس کے بارے میں اردن کے شاہ حسین نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل نے مقبوضہ عرب علاقوں پر بستیاں آباد کرنے کا سلسلہ جاری رکھا تو اس سے میڈرڈ کانفرنس کو نقصان پہنچے گا۔

○ امن کانفرنس کے لئے اسرائیل کے جس وفد کا اعلان کیا گیا ہے اس کے بارے میں بی بی سی کا تبصرہ یہ ہے کہ اس میں صرف سخت موقف رکھنے والوں کو شامل کیا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ اسرائیل امن کے لئے سنجیدہ نہیں ہے۔

○ وائس آف امریکہ کا کہنا ہے کہ میڈرڈ امن کانفرنس سے مثبت نتائج کی توقع کرنا غیر حقیقت پسندانہ عمل ہو گا۔ کیونکہ اسرائیل کے وزیر اعظم نے برملا اس بات کا اعلان کیا ہے کہ وہ مقبوضہ عرب علاقے خالی نہیں کریں گے۔ جب کہ عرب ممالک اس کانفرنس سے مخصوص نتائج حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ امریکہ کو بھی کانفرنس کی کامیابی کے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں ہے۔

○ بھارت برطانیہ سے ۱۵۵ ملی میٹر دھانے والی توپیں خریدے گا۔

○ پولینڈ میں ۵۰ سال کے بعد عام انتخابات ہو رہے ہیں۔

○ زائرے میں سابق وزیر اعظم کو مجرم قرار دے دیا گیا ہے۔

صاحب اولاد

آپ شروع سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

• بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)	BABY TONIC	۱۰/-
• بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)	BABY GROWTH COURSE	۳۰/-
• کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)	BODY BUILDING COURSE	۱۰۰/-
• چھوٹا قد کورس (۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)	DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-
• بول بستری کورس	BED URINE COURSE	۳۵/-
• مٹی چھوڑ کورس	MITI CHOUR COURSE	۲۰/-
• سوکھا پن کورس (بچوں کا)	MARASMAS COURSE	۵۰/-
• آہستہ دانت نکالنا کیور	SLOW DENTITION CURE	۲۰/-
• بے ترتیب دانت کیور	IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کے لئے معقول کمیشن

مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں

تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

• لاہور: کیوریٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر اچھرہ • فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال۔ گول امین پور بازار • راولپنڈی: شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر • پشاور: ڈاکٹر عبدالرحمٰن معصوم۔ معصوم اینڈ سنز کیمسٹ شیخ آباد نمبر 1 • کوئٹہ: ہومیو پیتھک ڈاکٹر بشارت احمد۔ دکان نمبر ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ • ملتان: ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک۔ صدر بازار • کراچی: صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی • حیدر آباد: ابن سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ • سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ • گوجرانوالہ: کیوریٹو میڈیسن سردار گلی حاجی عبدالعزیز۔ باغبانپورہ۔

(ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

کیوریٹو میڈیسن کمپنی ربوہ

فون ۷۷۱، ۶۰۶

پتہ